روزنامہ
الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
(ایڈیٹر: نسیم سیفی)
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۳۹/۷۴ | اتوار یکم صفر ۱۴۱۰ھ، ۳ تبوک ۱۳۶۸ہش، ۳ ستمبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۰۰

اخبارِ احمدیہ

مدیر الفضل کے نام ایک حالیہ خط میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ تمام احباب جماعت کی خدمت میں سلام بھیجتے ہیں۔

حضور نے اپنے حالیہ دوروں اور جلسہ پر ان کے ذکر کا بھی اپنے مکتوب گرامی میں ذکر فرمایا ہے۔ کل حضور انور کا یہ مکتوب احباب کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"آدمی کئی قسم کے ہیں بعض ایسے کہ بدی کر کے پھر اس پر فخر کرتے ہیں بھلا یہ کون سی صفت ہے جس کے اوپر ناز کیا جاوے۔ شرّ سے اس طرح پرہیز کرنا نیکی میں داخل نہیں ہے۔ اور نہ اس کا نام حقیقی نیکی ہے۔ کیونکہ اس طرح تو جانور بھی سیکھ سکتے ہیں۔ میاں حسین بیگ تاجر ایک شخص تھا اس کے پاس ایک کتّا تھا وہ اسے کہہ جاتا کہ روٹی کو دیکھتا رہ تو وہ روٹی کی حفاظت کرتا۔ اسی طرح ایک بلّی کو سُنا ہے کہ اُسے بھی ایسے ہی سکھایا ہوا تھا۔ جب بعض لوگوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے امتحان کرنا چاہا اور ایک کوٹھڑی کے اندر حلوہ دُودھ اور گوشت وغیرہ ایسی چیزیں رکھ کر جس پر بلّی کو ضرور لالچ آوے اس بلّی کو چھوڑ کر دروازہ کو بند کر دیا کہ دیکھیں اب وہ ان اشیاء میں سے کھاتی ہے کہ نہیں پھر جب ایک دو دن کے بعد کھول کر دیکھا تو ہر ایک شئے اسی طرح پڑی تھی اور بلّی مری ہوئی تھی اور اس نے کسی شئے کو ہلایا تک بھی نہ تھا۔ اس لئے اب شرم کرنی چاہیئے کہ انہوں نے حیوان ہو کر انسان کا حکم ایسا مانا اور یہ انسان ہو کر خدا تعالےٰ کے حکم کو نہیں مانتا۔ نفس کو تنبیہہ کرنے کے واسطے ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ اور بہت سے وفادار کتّے بھی موجود ہیں مگر افسوس اس کے لئے کہ جو کتّے جتنا مرتبہ بھی نہیں رکھتا تو بتلاوے کہ پھر وہ خدا سے کیا مانگتا ہے؟ انسان کو تو خدا نے وہ قویٰ عطا کئے ہیں۔ کہ اور کسی مخلوق کو عطا نہیں کئے۔ شرّ سے پرہیز کرنے میں تو بہائم بھی اس کے شریک ہیں۔ بعض گھوڑوں کو دیکھا ہے کہ چابک آقا کے ہاتھ سے گر پڑی تو منہ سے اٹھا کر اُسے دیتے ہیں اور اس کے کہنے سے لیٹتے ہیں اور بیٹھتے ہیں اور اُٹھتے ہیں اور پوری اطاعت کرتے ہیں تو یہ انسان کا فخر نہیں ہو سکتا کہ چند گنے ہوئے گناہ ہاتھ پاؤں وغیرہ دیگر اعضاء کے جو ہیں ان سے بچا رہے جو لوگ ایسے گناہ کرتے ہیں وہ تو بہائم سیرت ہیں جیسے گُنتے بلّیوں کا کام ہے کہ ذرا برتن ننگا دیکھا تو منہ ڈال لیا اور کوئی کھانے کی شئے ننگی دیکھی تو کھالی۔"

(ملفوظات جلد چہارم صد ۳۹۶)

مکرم عبدالرحیم صاحب یونس آف کراچی کو کچھ عرصہ قبل ایک حادثے کے نتیجے میں ٹانگ پر چوٹیں آئیں تھیں۔ گو افاقہ ہے تاہم ابھی مکمل صحت نہیں ہوئی۔ چلنے پھرنے میں خاصی دقت محسوس کرتے ہیں۔ احباب اس بزرگ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

- مکرم عبدالحئی عابد صاحب دارالرحمت غربی ربوہ کی والدہ صاحبہ کافی عرصہ سے علیل ہیں۔ دمہ اور مختلف عوارض سے کمزوری بہت ہو گئی ہے۔
- مکرم ماسٹر لبشارت احمد صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ کی والدہ صاحبہ عرصہ دو ماہ سے لبعارضہ شوگر اور بخار سخت بیمار ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے۔
- مکرم محمود انور صاحب خوشنویس الفضل کی والدہ صاحبہ لبعارضہ دمہ لمبے عرصہ سے علیل ہیں۔ ان دنوں بیماری میں اضافہ کی وجہ سے تکلیف بہت زیادہ ہے۔

صدقہ سے بلا ٹل جاتی ہے

حضرت بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں:

"اگر خدا میں یہ عادت نہ ہوتی کہ دعا اور صدقہ اور خیرات اور گریہ اور بکا سے ان بلاؤں کو دور کر دیتا جس کا اس نے ارادہ کیا ہے یا جن بلاؤں اور عذابوں کو نبیوں کی معرفت ظاہر کر چکا ہے تو دنیا کبھی کی ہلاک ہو جاتی۔ سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ"

فضل عمر ہسپتال میں نادار مریضوں کے علاج کے لئے صدقہ کی رقوم بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو (اربعین ۴ صد ۱۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ۔ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۳ تبوک ۱۳۶۸ ہش ۳ ستمبر ۱۹۸۹ء

خدمتِ خلق

کسی شخص کو سب سے الگ رکھئے تو یہ بات اُسکے حق میں سب سے بڑی سزا ہوگی۔ کیونکہ انسان دوسروں سے مل کر رہنا چاہتا ہے۔ اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہے، دوسروں کے خیالات سُننا چاہتا ہے۔ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے دوسروں کا محتاج ہے اور دوسروں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ وہ الگ تھلگ رہے تو بات کِس سے کرے اور کوئی ضرورت پیش آئے تو کِس سے کہے کہ اس کی مدد کرے، حقیقت یہ ہے کہ یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ دوسروں کے ساتھ مل کر رہے۔

فطرت کا یہی زاویہ ہمیں خدمتِ خلق کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ ہمارے ماحول میں ہر شخص کو ہماری ضرورت ہے، ہر وقت نہ سہی۔ کبھی نہ کبھی ضرورت پڑتی ہی ہے۔ اگر ہم اس وقت اس شخص کے کام آئیں تو اس کو ہم خدمتِ خلق کا نام دے سکتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خلق کے لفظ پر توجہ دیں۔ خلق کے لفظ سے نہ تو صرف ماں باپ مراد ہیں نہ بہن بھائی نہ رشتہ دار اور اپنے محلّے کے لوگ، اس سے مراد ہے ہر شخص۔ اپنا ہو یا پرایا۔ اور حقیقتاً پرایا تو کوئی ہے ہی نہیں۔ سب اللہ کی مخلوق ہیں۔ سب اپنے ہیں۔ لیکن خیر ہر معاشرے میں پرائے کا لفظ رواج پا چکا ہے۔ تو یونہی سہی۔ لیکن خدمت کے وقت سب خلقِ خدا ہیں اور سب کی خدمت کرنا ہمارا فرض ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے خدّام کے ساتھ سَیر کو تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک بڑھیا ملی، کسی اور نے تو اس طرف توجہ نہ دی۔ حضور اقدس نے بڑھیا کی بات سُنی اور اس کا خط جسے وہ پڑھوانا چاہتی تھی پڑھ دیا۔ اور یہ بات خدمتِ خلق کی ایک ایسی مثال بن گئی کہ اگر ہم اس مثال کو اپنے سامنے رکھیں تو ہر وقت ہر شخص کے کام آنا ہمارے لئے آسان ہو جائے گا۔

خوش آمدید سب کو کہ سب ہیں ہماری جاں
آنکھیں ہیں فرشِ راہ تو دل شوقِ بیکراں
تم اپنی اپنی ذات میں ہو ایک معجزہ
تم ہو خلوصِ اہلِ محبّت کے رازداں

ابوالاقبال

بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

زمانہ تیرے لئے ہے ازل ابد تیرے
ان آئینوں میں جھلکتے ہیں خال وخد تیرے

میں کس طرح ترے اوصاف کا شمار کروں
خدا کے بعد محاسن ہیں بے عدد تیرے

تُو چاند بن کے انہیں بخشتا ہے طُغیانی
سمندروں کے تلاطم میں جزر و مد تیرے

ہوئی ہے قریہ بہ قریہ جہاں میں تیری ثناء
ہوئے ہیں دہر میں چرچے بلد بلد تیرے

کسے خبر کہ ترے زیرِ لب تبسّم میں
نہفتہ رہتے تھے کتنے غمِ اشد تیرے

تری حدیث میں مضمر ہے اعتبارِ سُخن
مرے لئے تو سبھی لفظ ہیں سند تیرے

عارف عبدالمتین
(بشکریہ ماہنامہ "الزکوٰۃ")

میں پھر آپ سے ایک مرتبہ اور یہی بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اُن لوگوں کے جال میں نہ آئیں جو پاکستان کے دُشمن ہیں۔ بدقسمتی سے آپ کے یہاں غدّار بھی موجود ہیں۔ اور مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہی ہیں۔ ان غدّاروں کی پرورش باہر کے لوگ اور باہر کے ادارے کرتے ہیں جن کا مقصد انتشار پیدا کرنا ہے۔
(تقریر قائدِ اعظم ۲۱، مارچ ۴۸ء)

مسعود احمد صاحب دہلوی

تسلسل کے لئے الفضل ۹ اگست ۱۹۸۹ء دیکھیں۔

خبر کی تخلیق اور اس کے مختلف مراحل

قسط ۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبر کی تخلیق اور اس کے مختلف مراحل کے متعلق اصول کے رنگ میں جو بات قسط اول میں بیان کی گئی ہے۔ شائد وہ مثالوں سے کسی قدر واضح ہو سکے۔ چنانچہ ذیل میں ہم بعض واقعات کو لے کر یہ دیکھتے ہیں کہ کس طرح ان واقعات سے متاثر ہو کر ایک اخبار نویس کے ذہن نے خبر کی تخلیق کی کیا کیا سوال اسکے ذہن میں پیدا ہوئے۔ اس نے ان کا جواب معلوم کر کے ہر واقعہ کی بعض کڑیوں کو الگ نکال کر کس طرح انہیں باہم جوڑا اور پھر انہیں ایک بالکل نئی شکل میں قارئین کے سامنے پیش کیا۔

پہلی مثال

فرض کیجئے ۱۹۴۲ء کا زمانہ ہے۔ اور ہم غیر منقسم ہندوستان کے دارالحکومت نئی دہلی میں ہیں۔ ایک اخبار نویس دوپہر کا کھانا کھانے اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد دوپہر کے قریب خبروں کی تلاش میں اپنے گھر سے روانہ ہوتا ہے۔ راہ چلتے اسے بعض لوگوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ فلاں سڑک پر ایک سرکاری عمارت گر گئی ہے۔ اور چند فوجی افسر جو اس وقت عمارت میں موجود تھے۔ اس کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ اور لوگ اس عمارت کی سمت بھاگے جا رہے ہیں۔ اخبار نویس بھی فوراً ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر موقعہ پر جا پہنچتا ہے۔ منہدم شدہ عمارت اس کے سامنے ہے۔ مزدور دبے ہوئے لوگوں کو نکالنے کے لئے ملبہ ہٹانے میں مصروف ہیں۔ کچھ فوجی افسر اور محکمہ تعمیرات عامہ کے چند ایک انجینئر مزدوروں کو ہدایات دے رہے ہیں۔ لوگوں کا ایک اژدہام جس میں ہر آن اضافہ ہو رہا ہے۔ عمارت کے سامنے کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا ہے۔ پولیس کے سپاہیوں نے عمارت سے ایک خاص فاصلے پر ان لوگوں کو روکا ہوا ہے۔ کہ یہ دوڑ کر عمارت کی حدود میں داخل نہ ہو سکیں۔ اور اس طرح ملبہ ہٹانے کے کام میں کوئی رکاوٹ نہ پڑ سکے۔ یہ ہے وہ منظر جس سے ہزاروں ہزار تماشائی اور وہ اخبار نویس دوچار ہے۔

اب اخبار نویس کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ تماشائیوں کے درمیان کھڑا اس واقعہ کا نظارہ کرتا رہے۔ اور جو بیچارے عمارت میں دبے پڑے ہیں ان کے حسرتناک انجام پر آنسو بہاتا رہے۔ وہ فوراً آگے بڑھ کر پولیس کی قائم کردہ رکاوٹ کو دور کرنے کے بعد عمارت کے سائن بورڈ پر نگاہ ڈال کر معلوم کر لیتا ہے۔ کہ یہ فوجی افسران کی سرکاری اقامت گاہ ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ عمارت بالکل نئی ہے۔ اور دوسری جنگ عظیم کے سلسلہ میں تعمیر ہونے والی عارضی عمارتوں کے ساتھ حال ہی میں بن کر تیار ہوئی ہے۔ نئی عمارت کا گرنا اچنبہ کا باعث ہے۔ اس کو فوراً خیال آتا ہے کہ ضرور عمارت کی تعمیر میں کوئی نقص رہ گیا ہوگا۔ اور اگر یہ بات ہے تو ضرور محکمہ تعمیرات عامہ کے ان افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے گی۔ کہ جن کی نگرانی میں اس کی تعمیر پایہ تکمیل کو پہنچی ہے۔ وہ آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ اور بڑی تیزی سے اس کے دماغ میں سوالات اٹھ اٹھ کر واقعہ کے ان عناصر کی نشاندھی کر رہے ہیں جو ابھی منظر عام پر نہیں آئے۔ طرفۃ العین میں اسے خیال آتا ہے کہ گرنے کی اصل وجہ کے ساتھ ساتھ اس کا صحیح وقت بھی معلوم کرنا ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے وہ وقت واقعہ سے متعلق کسی نامعلوم عنصر کی طرف راہ نمائی کر دے پھر سوچتا ہے دبے ہوئے افسروں میں سے اگر کوئی زندہ نکل آیا۔ تو اس کا بیان خبر کی جان ہوگا۔ اور اگر کوئی بھی زندہ نہ بچا۔ تو پھر اس کے پورے کوائف معلوم کرنے ضروری ہیں تا یہ معلوم ہو سکے۔ کہ اس ناگہانی حادثے کے باعث حکومت کس پائے کے افسران کی خدمات سے محروم ہو گئی۔

اور نہ جانے یہ تبدیل ہو کر یہاں کب آئے تھے؟ اگر حال ہی میں آئے تھے؟ تو پھر موت ہی انہیں یہاں گھسیٹ لائی۔ یہ بات تو واقعہ کو اور زیادہ المناک بنانے والی ہے۔ اور اگر یہ واقعہ رات کو یا دن میں کسی ایسے وقت رونما ہوتا۔ جب کہ سارے افسر عمارت میں موجود ہوتے۔ تو نہ جانے کتنی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتیں خدا جانے یہ بدنصیب جو یہاں دبے پڑے ہیں۔ اس وقت جب کہ انہیں دفتر میں ڈیوٹی پر ہونا چاہئے تھا۔ یہاں کیوں موجود تھے۔ بیماری کی وجہ سے آج سرے سے دفتر ہی نہیں گئے۔ یا دوپہر کے کھانے کے بعد خواہ مخواہ یہاں بیٹھے رہ گئے۔ اگر ان عمارتوں کی از سر نو جانچ پڑتال کر کے حسب ضرورت انہیں مضبوط نہ کیا گیا۔ تو ہو سکتا ہے۔ اور کئی عمارتیں اسی طرح زمین پر آ گریں۔ کروڑوں روپیہ جو آج کل جنگ کے سلسلہ میں عارضی عمارتوں کی تعمیر پر خرچ ہو رہا ہے۔ تعمیرات عامہ کے کارندوں اور ٹھیکیداروں کی بددیانتی کی وجہ سے برباد جا رہا ہے۔ الغرض خیالات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ جو اس کے دماغ میں امڈا چلا آ رہا ہے۔ اسی حال میں وہ قدم بڑھاتا ہوا منٹ آدھ منٹ میں اصل عمارت کے عین قریب پہنچ جاتا ہے۔ اور اس ذہنی پس منظر کی روشنی میں وہاں موجود متعلقہ افراد سے علیحدہ علیحدہ مل کر مناسب رنگ میں ان سے سوالات پوچھنے شروع کر دیتا ہے۔ اور اس طرح واقعات کی تمام کڑیاں جو منظر عام پر نہیں ہیں۔ انہیں ایک ایک کر کے دریافت کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ ادھر ساتھ کے ساتھ اس کا ذہن ان دریافت کردہ کڑیوں کو ایک خاص ترتیب سے جوڑ کر انہیں ایک دوسرے کے ساتھ مربوط کرنے میں مصروف ہے۔

اس دوران میں چار افسروں کی لاشیں ملبہ کے نیچے سے برآمد ہو جاتی ہیں۔ اس کے متعدد سوالوں کے جواب میں اقامت گاہ کا خانساماں اسے بتاتا ہے۔ کہ اس وقت یہی چار افسر عمارت میں موجود تھے۔ کیونکہ چند منٹ قبل باقی افسر دوپہر کا کھانا کھا کر اپنی ڈیوٹیوں پر واپس جا چکے تھے۔ ان چاروں نے کافی بنانے کا حکم دیا تھا۔ میں باورچی خانے میں کافی بنانے میں مصروف تھا۔ اور پی ڈبلیو ڈی کے مزدور ہال کمرے کی دیوار میں بعض نئی کھڑکیاں بنانے کے لئے جگہ جگہ موکھے پھوڑ رہے تھے۔ اسی دوران میں ہال کمرے کی چھت ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ فرش پر آ گری متعلقہ افسران اور موقعہ کے گواہوں سے تفصیلات پوچھنے کے بعد وہ اخبار کے دفتر میں پہنچتا ہے۔ اور گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد وہ محکمہ تعمیرات عامہ کے چیف انجینئر اور محکمہ دفاع کے سیکرٹری سے فون پر کچھ مزید معلومات حاصل کرتا ہے۔ لیجئے اس واقعہ میں سے اس کے ذہن نے خبر تیار کر لی۔ اب اسے اتنی تفصیلات معلوم ہیں کہ اگر چاہے تو کئی کالموں پر مشتمل ایک زبردست خبر بنا سکتا ہے۔ لیکن اسے خوب معلوم ہے کہ اہم سیاسی اور جنگی خبروں کے مقابلہ میں اس خبر کے لئے تین چوتھائی کالم سے زیادہ جگہ نہیں نکل سکتی چنانچہ مزید اختصار کے پیش نظر وہ اس واقعہ کے مختلف اجزاء اور تفصیلات پر ایک دفعہ پھر نظر ڈالتا ہے۔ اور خبر کی جو شکل اس نے اپنے ذہن میں بنائی تھی قطع و برید سے کام لیتے ہوئے اسے اور زیادہ مختصر بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس عزم کے ساتھ اسے لکھنے بیٹھتا ہے۔ کہ مجھے دریا کو سمیٹ کر کوزے میں بند کرنا ہے۔ کچھ عرصہ کی قلم گھسائی کے نتیجہ میں خبر صفحہ قرطاس پر منتقل ہو جاتی ہے۔ اب اسے پڑھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس میں کتنی باتیں ایسی ہیں جو واقعہ رونما ہونے پر از خود منظر عام پر آ گئی تھیں۔ اور کتنی ایسی ہیں۔ جنہیں اخبار نویس کے ذہن نے خود دریافت کیا۔ اور پھر انہیں خبر کی شکل میں ڈھالنے کی خاطر کہاں کہاں مسالہ خود اپنے پاس سے لگایا۔ واقعہ تو وہ تھا جو اوپر بیان ہوا۔ اور خبر یہ ہے ملاحظہ ہو:-

سرکاری اقامت گاہ کی چھت گرنے سے

چار فوجی افسر ہلاک

دیوار میں نئی کھڑکیاں نکالنے کے دوران

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نو تعمیر شدہ عمارت زمین پر آگری

پی۔ڈبلیو۔ڈی کا ایک ایس۔ڈی۔او اور ایک اوورسیئر معطل کر دیئے گئے

نئی دہلی ۱۷ اکتوبر۔ آج دو بجے دوپہر "جارج ایوے نیو" پر واقع فوجی افسران کی ایک سرکاری اقامت گاہ کی چھت گرنے سے چار فوجی افسر ہلاک ہوگئے۔ یہ عمارت محکمہ دفاع کے حکم پر تعمیرات عامہ کے مرکزی محکمے نے حال ہی میں تعمیر کرائی تھی۔ یہ چاروں بدنصیب افسر کمانڈر انچیف کے سیکرٹریٹ کی انتظامی برانچ سے تعلق رکھتے تھے اور چند روز قبل ہی راولپنڈی سے تبدیل ہوکر نئی دہلی پہنچے تھے۔ ان میں کرنل ای۔ ڈبلیو میتھون۔ کرنل اے۔ ایم میکناٹن۔ میجر الیف اگنے اور میجر ٹی آر گلوور شامل تھے۔ اور یہ سب فوج کے انتظامی امور کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔

وہ تمام افسر جو اس اقامت گاہ میں رہائش پذیر ہیں دوپہر کا کھانا کھانے اور گپ شپ اڑانے کے بعد حادثے سے چند منٹ قبل ہی اپنی اپنی ڈیوٹی پر روانہ ہوئے تھے۔ یہ چاروں افسر سب کے ساتھ نہ اٹھے۔ اور کافی پینے کے خیال سے وہیں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ اور سیر ہوکر کھانے کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے لقمۂ اجل بن گئے۔ اگر یہ حادثہ چند منٹ قبل ہی رونما ہو جاتا تو نہ جانے کتنے ہی اور افسر چشم زدن میں موت کا شکار ہوگئے ہوتے۔

عمارت گرنے کا باعث یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آج دو بجے بعد دوپہر ہال کمرے کی دیوار میں نئی کھڑکیاں نکالنے کے لئے معماروں نے تین جگہ بڑے موکھے نکالے ہی تھے کہ کمرے کی چھت دھڑام سے زمین پر آگری اور یہ چاروں افسر نیچے دب کر جاں بحق ہوگئے۔ محکمہ دفاع کے حکام کا خیال ہے کہ عمارت اس معیار کے مطابق نہیں بنائی گئی جس معیار کے مطابق عمارت بنانے کا حکم دیا گیا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ محکمہ تعمیرات عامہ کی لاپرواہی کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ لاکھوں روپیہ برباد گیا۔ بلکہ ملک معظم کی مسلح افواج کے چار نہایت ہی قابل اور تجربہ کار افسران کی جانیں بھی ضائع ہوگئیں۔ محکمہ دفاع نے عمارت میں استعمال شدہ میٹریل کا نمونہ فوری طور پر کلکتہ کی آکیولاجیکل لیبارٹری بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ آیا میٹریل کے مختلف اجزاء کا تناسب وہی ہے جو تعمیری معاہدے کی شرط میں مذکور تھا۔

محکمہ تعمیرات عامہ کے چیف انجینئر نے ایس۔ڈی۔او اور اوورسیئر کو معطل کر دیا ہے۔ جن کی نگرانی میں یہ عمارت تیار ہوئی تھی۔ دریں اثناء حکومت ماہرین کی ایک کمیٹی مقرر کر کے اس حادثے کی مکمل تحقیقات کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تاکہ اگر عمارت کی تعمیر میں کوئی نقص ہو۔ تو ذمہ دار افسران کے خلاف مناسب کارروائی عمل میں لائی جاسکے ادھر محکمہ دفاع نے بھی فوج کے ماہر انجینئروں پر مشتمل ایک کمیٹی بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ ان تمام فوجی عمارتوں کا جائزہ لیا جاسکے۔ جو محکمہ تعمیرات عامہ کی معرفت حال ہی میں عارضی ضرورت کے پیش نظر بنوائی گئی ہیں محکمے کا خیال ہے کہ ہنگامی حالات میں جو عمارتیں آجکل تعمیر ہو رہی ہیں۔ ان میں طے شدہ شرائط کے مطابق سامان استعمال نہیں ہو رہا۔ اس طرح نہ صرف کروڑوں روپیہ برباد جا رہا ہے بلکہ اس بے اطمینانی کی وجہ سے جنگی مقاصد کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔

یہ خبر ہرچند کہ مختصر ہے۔ لیکن اس کا حرف حرف گواہی دے رہا ہے۔ کہ واقعہ اپنی ظاہری شکل کے لحاظ سے ایک الگ چیز ہے۔ اور اس کی خبر ایک جداگانہ شے جہاں اس میں واقعہ کی بہت سی ایسی تفصیلات جنہیں ہر مشاہدہ کرنے والی آنکھ دیکھ رہی تھی بالکل ناپید ہیں۔ وہاں بہت سی ایسی مخفی تفصیلات کو صحافتی ذہن کی تخلیقی صلاحیت نے خود دریافت کیا اور انہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالا۔ پھر اخبار نویس نے یہ بتا کر کہ چاروں ہلاک شدہ افسر حال ہی میں تبدیل ہوکر یہاں آئے تھے اور فوج کے تنظیمی امور کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ قارئین کے جذبۂ ہمدردی اور احساس تاسف کو ابھارا ہے۔ اور اس طرح ان کے اذہان کو اس فکر انگیز حقیقت کی طرف پھیرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ انسان ہزار جلال و جبروت کے باوجود کس درجہ بے بضاعت اور لاچار پیدا ہوا ہے۔ دوسری طرف اس نے اس امر کا ذکر کر کے کہ اگر چھت گرنے کا واقعہ چند منٹ قبل ہی رونما ہو جاتا تو اس کے نتائج کس قدر ہولناک ہوتے یہ باور کرانا چاہا ہے کہ بہت بہتر ہوا جو ٹلنے والی مصیبت اس طور سے ظاہر ہوئی۔ دلی افسوس اور اس افسوس میں بھی ایک گونہ اطمینان کی یہ کیفیت اس نے واقعہ کے بعض اجزاء سے نتائج اخذ کر کے خود پیدا کی۔ یہ پہلے سے واقعہ میں موجود نہ تھی۔ پھر یہی نہیں کہ اس نے عمارت میں استعمال شدہ سامان کے کیمیائی تجزیے اور محکمہ تعمیرات عامہ کے بعض افسران کی معطلی اور مزید تحقیقات کے امکان کا ذکر کر کے آئندہ اور کئی خبروں کے معرض وجود میں آنے کی طرح ڈال دی۔ اور قارئین کو یہ چیٹک لگا دی کہ وہ قریب مستقبل میں رونما ہونے والے اثرات کے منتظر رہیں۔

دوسری مثال

اسی طرح فرض کیجئے کسی ملک میں ریلوے کے کسی سیکشن کی ایک برانچ لائن پر دو مال گاڑیوں کی ٹکر ہو جاتی ہے۔ ٹکر بہت معمولی نوعیت کی ہے۔ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ ان میں سے ایک مال گاڑی کا ایک ڈبہ پٹڑی سے اتر گیا ہے۔ اور دوسری مال گاڑی کے انجن کو کچھ نقصان پہنچا ہے۔ اس معمولی حادثے کی وجہ سے اس لائن پر گاڑیوں کی آمد و رفت چند گھنٹے معطل رہتی ہے۔ یہ واقعہ ہرچند کہ اس میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ اپنے اندر ایسے عناصر لئے ہوئے ہے۔ کہ جنہیں ایک مبتدی اخبار نویس بھی یکجا کر کے خبر بنا سکتا ہے۔ لیکن ایک ماہر اخبار نویس کو جب اس کی اطلاع ملتی ہے۔ تو اس کا ذہن اس واقعہ میں سے ایک اور خبر نکال کر اسے نہایت اعلیٰ درجہ کی خبر کا حامل بنا دیتا ہے۔ اور وہ اخبار کے صفحہ اول پر اس طور سے جگہ پاتی ہے۔ کہ کوئی اخبار بین بھی اسے پڑھے بغیر نہیں رہتا۔ اور ریلوے کے انتظامی محکمے کو لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔ وہ اخبار نویس جب اس واقعہ کی خبر لکھنے بیٹھتا ہے تو اسے خیال آتا ہے کہ اگر یہ واقعہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے تو اتنا اہم نہیں کہ اسے صفحۂ اول پر جگہ مل سکے۔ البتہ اگر اسی سال کے دوران میں اسی طرح کے چھوٹے چھوٹے اور کئی حادثے رونما ہو چکے ہیں۔ تو پھر یہ واقعہ ان میں اضافہ کا موجب بن کر ریلوے کے انتظامی محکمے کی مجرمانہ غفلت اور نااہلی کو اس کی پوری سنگینی کے ساتھ عوام پر آشکار کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ چنانچہ وہ ریلوے کے بعض افسران مجاز سے مل کر یہ معلوم کرتا ہے کہ گزشتہ ایک سال میں ایسے کتنے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ اس تحقیقات کے نتیجہ میں پتہ چلتا ہے۔ کہ اس سال کے دوران میں یہ اپنی نوعیت کا تیسرا واقعہ ہے۔ وہ پہلے دو واقعات کی تفصیلات بھی حاصل کر لیتا ہے۔ اور خبر کو اس بنیاد پر اٹھاتا ہے۔ کہ ریلوں کے حادثات کا بار بار رونما ہونا ریلوے حکام کی نااہلی پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ خبر کا عنوان وہ یہ تجویز نہیں کرتا۔ کہ فلاں ریلوے سٹیشن کے قریب دو مال گاڑیوں میں ٹکر ہوگئی۔ بلکہ لکھتا یہ ہے۔

گزشتہ ایک سال میں ریل گاڑیوں کے
تصادم کا تیسرا حادثہ
ریلوے ملازمین کی غفلت کے باعث
دو مال گاڑیوں میں ٹکر

ظاہر ہے کہ واقعہ نفسہٖ اتنا اہم نہیں تھا لیکن صحافتی ذہن کی تخلیقی صلاحیت نے اس کی اخباری حیثیت کو چار چاند لگا دیئے۔

نمایاں کامیابی

عزیز احسن محمود طاہر ابن مکرم زبیر عبدالباسط صاحب جٹ آف جھنگ صدر نے امسال مڈل سٹینڈرڈ کے امتحان میں ۸۵۰/۶۶۰ نمبر لیکر اپنے سکول میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔
احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید ترقیات عطا کرے۔

وہ دین ہی نہیں جس میں
عملی آزمائش نہیں (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۴۱۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

کریم الدین احمد

چوہدری صلاح الدین احمد

ہمارا خاندان ایک روایتی زمیندار گھرانہ ہے۔ جس کے بنیادی اوصاف میں دنیاداری سے محبت اور دین سے لاپرواہی کا طرزِ عمل سب سے نمایاں وصف تھا مگر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جہاں اور بہتوں کی دنیا ہی بدل دی وہیں ہمارا خاندان بھی محض خدا تعالیٰ کے فضل واحسان کے سلوک کے صدقے آپ کے چشمۂ فیض سے فیضیاب ہوا اور دنیا کی محبت کو چھوڑ کر دین اور خدا کی راہ میں تکالیف اٹھانے کی محبت میں گرفتار ہوا۔

ہمارے پڑدادا چوہدری عبداللہ خان صاحب ذیلدار رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کے ابتدائی ایام میں حق کو پہچاننے اور اس پر ایمان لانے کی توفیق عطا ہوئی۔ حضور اپنے دعویٰ کے ابتدائی ایام میں جب سیالکوٹ تشریف لائے تو اُن دِنوں ہمارے پڑدادا چوہدری عبداللہ خان موصوف بھی اُن دِنوں وہیں تعینات تھے۔ آپ نے حضور کا گلی میں سے گذرتے ہوئے چہرہ دیکھا تو انوار الٰہی کی ایسی تجلّی حضور کے چہرہ میں پائی کہ اسی روز اعلان کر دیا کہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ ایسا نہیں ہوسکتا اور کچھ عرصہ کے بعد قادیان حاضر ہو کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے پہلے ۳۱۳ رفقاء میں سے ایک تھے۔ اس کے بعد حضور اور خاندان حضرت اقدس کا آپ اور آپ کے اصل خاندان سے ہمیشہ ہی نہائت پیار اور شفقت کا سلوک رہا۔ جس سے ایک دنیا دار خاندان کی کایا ہی پلٹ گئی اور خدا اور اس کے رسول کی محبت ہی مقصود بن گئی۔

ہمارے والد صاحب اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ ہر چند کہ آپ کے تایا چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار کی اولاد میں سے تین بیٹے آپ سے بڑے تھے۔ مگر پھر بھی پڑدادا ابّا آپ سے خاص شفقت اور محبّت کا سلوک روا رکھتے۔ شائد ان کے اسی محبّت اور پیار کا نتیجہ تھا کہ آپ کے دِل میں شروع ہی سے دین سے محبّت اور اس کی خدمت کا جذبہ جاگزیں تھا۔

ہمارے دادا کا اپنے علاقہ کی سیاست میں بہت گہرا عمل دخل تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اثر و رسوخ کے مالک تھے۔ جب سَر چھوٹو رام لائل پور (فیصل آباد) چالیس کی دہائی کے وسط میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی حیثیت سے آئے تو دھوبی گھاٹ میں ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا تھا۔ اس میں اہلِ پنجاب کی طرف سے بالعموم اور لائل پور اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں کی طرف سے بالخصوص ایک سپاس نامہ پیش کیا گیا تھا۔ یہ سپاس نامہ ہمارے دادا چوہدری عصمت اللہ خان نے پیش کیا تھا۔ انہی دِنوں ہمارے والد چوہدری صلاح الدین احمد بی۔ اے کا امتحان پاس کر چکے تھے۔ سَر چھوٹو رام نے چوہدری عصمت اللہ خان صاحب کی خدمات اور سیاست میں عمل دخل کی بناء پر والد صاحب کو تحصیلدار کے عہدہ کی پیشکش کی تھی۔ اور تقرری کے احکامات بھی جاری کر دیئے تھے۔ انہی دِنوں حضرت فضلِ عمر نے تحریک جاری کی کہ زمیندار گھرانوں کے نوجوان خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ ہمارے دادا اپنی جماعت بہلول پور چک ۱۲۷ کے صدر بھی تھے۔ جمعہ کے روز حضرت فضل عمر کے ارشاد کا انہوں نے خطبہ میں ذکر کیا اور ساتھ میں خطبہ ہی میں کہا کہ میری خواہش ہے کہ میرا بڑا بیٹا صلاح الدین احمد اس آواز پر لبیک کہے اور اپنی زندگی امام جماعت کے حضور پیش کر دے۔ ہمارے والد صاحب نے وہیں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ مَیں اپنی زندگی وقف کرتا ہوں۔ بعدہٗ حضرت فضل عمر کی خدمت میں باقاعدہ وقف کی درخواست پیش کر دی۔ جو حضور نے کمال شفقت کا سلوک فرماتے ہوئے قبول کر لی۔ اور مدرسہ واقفین میں داخلہ کی ہدایت کی۔

دیہاتی ماحول میں تعلیم پانے کے سبب والد صاحب کو اُس وقت عربی کی کچھ بھی شُد بُد نہ تھی۔ جبکہ مدرسہ واقفین میں عربی ایک جزو لاینفک تھی۔ اپنی سی کوشش کر چکنے کے بعد انچارج صاحب نے حضرت فضل عمر کی خدمت میں رپورٹ بھجوائی کہ والد صاحب عربی سے ناواقفیّت کے سبب وقف سے فارغ کر دینے چاہئیں اور یہ کہ نہ ہی یہ عربی جان سکتے ہیں۔ اس وقت تک والد صاحب اور چوہدری اعجاز نصر اللہ صاحب زمیندار گھرانوں کے دو نوجوانوں ہی نے زندگی وقف کی تھی۔ اور محترم انور صاحب نے دونوں ہی کو وقف سے فارغ کر دینے کی سفارش کی تھی۔

حضرت فضل عمر نے انور صاحب کی اس سفارش سے اتفاق نہ کیا بلکہ نہائت درجہ شفقت اور محبّت کا سلوک فرماتے ہوئے ان ہر دو نوجوانوں کو ارشاد فرمایا کہ مَیں خود تم دونوں کو پڑھاؤں گا اور امتحان لوں گا۔ بعدہٗ ان کے بارہ میں فیصلہ کیا جائے گا۔ والد صاحب عجب لطف اور دلی عقیدت کے ساتھ ان ایّام کا ذکر کیا کرتے تھے کہ کیسے حضرت فضل عمر ان کو پڑھایا کرتے تھے اور کس قدر شفقت اور عنائت کا سلوک فرماتے تھے۔ چنانچہ تقریباً تین ماہ تک حضرت فضل عمر بلاناغہ شام کو انہیں عربی اور صَرف و نحو پڑھاتے رہے۔ اور بعدہٗ ان کا امتحان لیا گیا۔ حضور کی شفقتِ خسروانہ اور محبّت کے سلوک کے صدقے ہر دو طالب علم امتحان میں اعلیٰ نمبروں سے پاس ہو گئے اور یوں والد صاحب کو وقفِ زندگی کے طور پر جماعت سے منسلک رہنے کی اجازت عطا ہوئی۔ حضور کے اس محبّت اور پیار کے سلوک نے والد صاحب بیان کیا کرتے تھے کہ کچھ ایسا اثر کیا کہ پھر ساری عمر اس دَر کے غلام ہو کر رہ گئے۔

تقسیم ہندوستان کے وقت جہاں اہالیانِ وطن کو تکالیف اور مصائب کے سمندر سے گذرنا پڑا وہاں جماعت کو بھی گوناگوں تکالیف اور آلام کا مقابلہ کرنا پڑا۔ جب قادیان سے آنے کے بعد جماعتی ہیڈ کوارٹر عارضی طور پر لاہور میں تھا تو اُن دِنوں ذرائع خوراک کی سخت تنگی تھی۔ انہی دنوں ہمارے ماموں صاحبان لیفٹیننٹ کرنل حبیب احمد اور سب انسپکٹر چوہدری حفیظ احمد صاحب لاہور میں تعینات تھے۔ ان ہر دو بزرگوں کی مدد کے ساتھ والد صاحب کو احباب جماعت جو کہ اُس وقت کسمپرسی کی حالت میں لاہور میں گھرے ہوئے تھے کے لئے کچھ ٹرک گندم کا انتظام کرنے کی توفیق و سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت فضل عمر آپ کی اس خدمت اور انتظامی صلاحیّت سے بہت خوش ہوئے اور آپ کو ناظم جائیداد صدر انجمن مقرّر فرما دیا۔ چنانچہ اس حیثیت میں بھی آپ کو ایک لمبا عرصہ جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

ناظم جائیداد کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے آپ کو کچھ عرصہ گذر چکا تو آپ نے انجمن احمدیہ کو درخواست گذاری کہ میرے نزدیک ناظم جائیداد کے فرائض منصبی کچھ اس قِسم کے ہیں کہ اس کا قانون سے آشنا ہونا بہت ضروری ہے۔ اس واسطے اگر صدر انجمن اجازت دے تو مَیں اپنے خرچ پر قانون کی تعلیم حاصل کر لوں۔ اسی عرصہ کے دوران حضرت فضل عمر یورپ دَورہ پر تشریف لے گئے۔ آپ کی مرکز سے غیر موجودگی کے عرصہ کے دوران صدر انجمن نے آپ کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے آپ کو قانون کی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ آپ نے لاہور لاء کالج میں داخلہ لے کر تعلیم حاصل کرنی شروع کر دی۔ جب حضرت فضل عمر دَورہ یورپ سے واپس تشریف لائے تو کچھ دِنوں کے بعد کسی دفتری کام کی غرض سے ناظم جائیداد کو طلب کیا۔ والد صاحب کی غیر موجودگی کے سبب ان کے نائب حاضر خدمت ہوئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ مَیں نے ناظم جائیداد کو طلب کیا تھا آپ کون ہیں۔ انہوں نے اپنا تعارف کروایا اور صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ حضرت فضل عمر نے اسی وقت حضرت میاں عزیز احمد صاحب جو کہ ناظر اعلیٰ تھے کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا کہ واقف زندگی کے بارہ میں صدر انجمن کس طرح کسی قِسم کا کوئی فیصلہ کر سکتی ہے۔ یہ صرف اور صرف امام کا اختیار ہے۔ چوہدری صلاح الدین احمد کو فوری طور پر لاہور سے واپس بلوایا جائے۔ چنانچہ آپ حضور کا ارشاد ملتے ہی فوری طور پر واپس مرکز حاضر ہو گئے۔ اور حضور کے یاد کرنے پر حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ والد صاحب اپنی اس وقت کی حضور سے ملاقات کا نقشہ کچھ اس لُطف اور عقیدت سے کھینچا کرتے تھے کہ ہم ہر بار ایک نئی چاشنی اور خوشبو سے آشنا ہو جایا کرتے۔ والد صاحب نے ہمیں بتایا کہ جب مَیں ملاقات کے لئے حاضر ہوا تھا۔ سیڑھیاں چڑھ کر اُوپر ایک چھوٹا سا کمرہ ہوا کرتا تھا۔ جہاں حضور عموماً ملاقات فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت حضور اس کمرہ میں ٹہل رہے تھے۔ میرے حاضر ہونے پر اور سلام عرض کرنے پر حضور نے سلام کا جواب دیا اور ساتھ غصّہ سے ارشاد فرمایا کہ "بھاگ گئے ہو"۔ والد صاحب بیان کیا کرتے تھے کہ مَیں نے عرض کی نہیں حضور۔ آپ نے دوبارہ فرمایا کہ "نہیں تم بھاگ گئے ہو"۔ اس پر والد صاحب کہا کرتے تھے کہ مَیں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرض کی کہ "حضور میں حاضر ہو گیا ہوں"۔ آپ کے منہ سے یہ بات نکلنی تھی کہ آپ بیان کیا کرتے تھے کہ حضور کے چہرہ پر ایک عجب شادمانی اور خوشی کے تاثرات ظاہر ہوئے اور حضور نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "ٹھیک ہے جا کر دفتر میں کام کریں"۔ اس پر آپ نے دوبارہ دفتر میں کام کرنا شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ نے ناظر صاحب اعلیٰ سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں لاء کالج جا کر وہاں سے اپنا حساب بیباک کر آؤں۔ محترم میاں صاحب نے فرمایا کہ حضور سے اجازت ملنے پر جا سکتے ہیں۔ اور یہ کہ میں حضور سے دریافت کروں گا۔ حضور نے محترم میاں عزیز احمد صاحب کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ نہیں انہیں تعلیم جاری رکھنے کی اجازت ہے۔ چنانچہ آپ قانون کی تعلیم مکمل کر کے دوبارہ اپنے آقا کے حضور حاضر ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو مشیر قانون بھی مقرر کر دیا گیا۔ اور اس طرح سے ان دو حیثیتوں میں آپ کو ایک لمبا عرصہ خدمت سلسلہ کی توفیق و سعادت نصیب ہوئی۔

آپ ایک نہایت شفیق باپ، ایک محبت کرنے والے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنے والے خاوند اور بلند اخلاق اور بامروت انسان تھے۔ مجھے اپنی ساری زندگی میں ایک واقعہ بھی یاد نہیں ہے کہ جس میں آپ کو محبت اور پیار سے بھرے ہوئے رنگ کے علاوہ کسی اور رنگ میں دیکھا ہو۔ ہم بفضل تعالیٰ چھ بہن بھائی ہیں مگر ہم میں سے کوئی بھی اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ آپ مجھ سے زیادہ پیار کرتے تھے یا ہم میں سے کسی کو یہ بھی پچھتاوا ہو کہ آپ مجھ سے ناراض تھے۔ ہر کسی کو یکساں محبت اور پیار کے سلوک سے نوازتے۔ ہم کوئی اچھا عمل کرتے تو دلی خوشی اور شادمانی کا اظہار کرتے۔ اور کسی انسانی جذبہ کے زیر اثر کوئی ناواجب فعل سرزد ہو جاتا تو نہایت احسن طریق سے سرزنش کرتے۔ مگر ایسے اوقات میں بھی تلخی یا سختی کا شائبہ تک آپ کے طرز عمل میں نہ در کر آتا۔ ہمیں عملی زندگی میں راہ متعین کرنے پر قطعی طور پر اپنی پسند و ناپسند کی آزادی دی۔ ایک دوست اور مونس کے رنگ میں اپنی خواہش اور رائے سے نوازا۔ مگر اپنی خواہش کو ہم پر قطعی طور پر نہ ٹھونسا۔ صرف ایک بات جس پر کسی قسم کا سمجھوتا کرنے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے وہ احکامات دین کی پابندی تھی۔ اس میں کسی قسم کی نرمی پر راضی نہ ہوتے۔ جماعت سے عاشقانہ تعلق اور آئمہ وقت کی تعظیم اور اتباع آپ کی شخصیت کا بہت بڑا حصہ تھا۔ اہل خاندان سے نہایت محبت اور خوش دلی کا سلوک روا رکھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ کے اولین مکینوں میں سے ایک ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ مختلف عزیزوں اور رشتہ داروں کے بچے تعلیم کے لئے آپ کے پاس آکر ٹھہرتے رہے۔ اور ایک لمبا عرصہ قیام کرتے۔ مگر آپ کے چہرہ پر کبھی بھی تنگی کا رنگ نہ آیا۔ بلکہ ہر نئے آنے والے عزیز اور رشتہ دار کو پہلے سے زیادہ الفت اور خوشی سے خوش آمدید کہتے۔ اور اس کے تمام عرصہ قیام کے دوران اس کی ہر قسم کی مدد اور مشکل کشائی میں مصروف عمل رہتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے خاندان کی دو نسلوں کے ایک بڑے حصہ کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں آپ کا ہاتھ ہے۔ ان عزیزوں کے قیام کے دوران ان کی تربیت اور جماعت سے لگاؤ پیدا کرنے کی بالخصوص کوشش کرتے۔ اس کار خیر میں ہماری والدہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت والی لمبی عمر عطا کرے کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔ آپ کی خوش خلقی اور حسن اخلاق کا ہی پرتو ہے کہ ہمارے خاندان میں جو کہ زمیندار گھرانہ ہے جس میں چھوٹی چھوٹی چپقلشیں اور خاندانی جھگڑے ایک روزمرہ کا معمول ہے کا فقدان ہے۔ ہمارے نسبی اور ننھیالی رشتہ داروں کا رہن سہن اور طرز بود و باش مکمل طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہے مگر صرف آپ کی وجہ سے باہم شیر و شکر ہو کر رہتے ہیں۔ اللہ کرے کہ آپ کی وفات سے جہاں ہمارے خاندان میں اور بہت سے خلاء پیدا ہوئے ہیں اسی طرح خاندانوں کو ملانے والا آپ کے وجود کا رنگ قائم و دائم رہے۔ خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد سے آپ ایک عجب عقیدت اور وارفتگی کا تعلق رکھتے تھے۔ افراد خاندان کی اگر کسی کام میں ان کی مدد کرنے کا موقع میسر آجاتا تو اس قدر خوشی اور توجہ سے اس کام میں جت جاتے کہ دنیا و مافیہا کو بھول جاتے۔ اور جب تک اپنی سی کوشش کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا لیتے آرام سے نہ بیٹھتے۔ آپ کو اپنے وقف کے دوران تین آئمہ کے زیر سایہ خدمت دین کی توفیق عطا ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کے صدقے ہر ایک سے ایک والہانہ اور عاشقانہ تعلق رہا۔

آپ کی عمومی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت اعلیٰ تھی۔ ساری عمر کسی قسم کا عارضہ لاحق نہ ہوا۔ آپ خوش اطوار و خوش خوراک واقع ہوئے تھے۔ مہمانان کی حتی المقدور اعلیٰ سے اعلیٰ کھانوں سے خاطر مدارت کرتے۔ اور کسی مہمان کی آمد پر نہایت خوش دلی کا اظہار کرتے۔ اور اصرار کر کے مہمان کے قیام کو طویل کرتے۔

آبائی علاقہ میں اثر و رسوخ کے سبب اکثر ضرورت مندوں کا تانتا بندھا رہتا۔ ہر ممکن طور پر ہر کسی کی مشکل کشائی کی کوشش کرتے۔ اکثر ضرورت مند احباب کئی دفعہ غیر مناسب اوقات میں آ دروازہ کھٹکھٹاتے۔ ہم بعض اوقات چڑ جاتے مگر آپ کے چہرہ پر کبھی بھی ناگواری کے اثرات نہ ظاہر ہوتے بلکہ نہایت آرام اور اطمینان سے نووارد کی بات سنتے اور اس کی مشکل کشائی کے لئے کمر بستہ ہو جاتے۔

اپنی حیات مستعار کے آخری ایام آپ نے بہت ذہنی تنگی اور تکلیف میں گذارے۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل حضرت امام جماعت (الرابع) نے کسی انتظامی غلطی کے سرزد ہونے کی پاداش میں صدر انجمن سے ریٹائرڈ کر دیا تھا۔ آپ کو اس پر شدید ذہنی دھچکہ لگا۔ اور اپنی صفائی میں حضور کی خدمت میں بکثرت خطوط لکھے اور معافی کے خواستگار ہوئے۔ حضور نے معاف تو فرما دیا مگر خدمت دین کی جس طرح سے پہلے توفیق و سعادت پا رہے تھے اس پر دوبارہ سے مقرر نہ فرمایا۔ جس کا آپ کو شدید قلق تھا۔ مگر آزمائش کے اس تمام عرصہ کے دوران ایک لفظ بھی شکوہ یا شکایت کا لب پر نہ آیا۔ اس مالک دو جہاں کے حضور ساری ساری رات گریہ و زاری میں گذار دی مگر احباب کے سامنے ایک لفظ بھی جماعت اور نظام کے خلاف کہنا تو کجا ایک لفظ تک نہ سوچا۔ ہم میں سے بعض عزیزوں نے اپنی تربیت میں کمی، جذبہ ایثار میں اس وارفتگی کے فقدان کے سبب اور وقتی دکھ اور تکلیف کے ہاتھوں اپنے قویٰ پر قابو کھونے کے سبب کسی شکوہ یا شکایت کے لفظ کو اگر زبان پر لائے بھی تو انہیں سختی سے روک دیا اور بڑے جذبہ سے کہتے کہ

"راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو"

ان آزمائش کی گھڑیوں میں جو کہ ہر گھڑی کئی سالوں پر پھیلی محسوس ہوتی تھی۔ حضرت میرزا منصور احمد صاحب نے نہایت پیار اور شفقت کے سلوک سے نوازا۔ اور ہر طرح سے دلداری اور تربیت کی راہوں کی طرف راہنمائی کی۔

ان تمام مصائب اور تکالیف کی گھڑیوں میں خدا تعالیٰ سے محبت اور عشق اور نظام جماعت سے تعلق میں سر مو فرق نہ آیا۔ بلکہ ہر روز، جو کہ ایک نیا امتحان لئے طلوع ہوتا تھا، اس تعلق اور عشق میں اضافہ لے کر غروب ہوا۔

آپ کی وفات پر حضرت امام جماعت نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ فروری ۸۷ء میں آپ کا انتہائی پیار اور شفقت سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا

"چوہدری صلاح الدین احمد صاحب سابق مشیر قانون صدر انجمن احمدیہ کی نماز جنازہ (غائب) ہو گی۔ یہ بڑے لمبے عرصے تک وقف زندگی کے طور پر خدمت دین پر فائز رہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے مشیر قانونی رہے۔ اور پھر کسی انسانی لغزش سے جو ہو جاتی ہے اس کی وجہ سے میں نے ان کو اس عہدہ سے فارغ کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابتلاء میں بہت ثابت قدم رہے۔ اور ان کی سلسلہ کی وفاداری پر کوئی آنچ نہیں آئی۔ اس کے ساتھ اور دلچسپ واقعہ یہ بھی ہے کہ ان کے کسی رشتہ داروں نے جو ان کو شائد سمجھتا نہیں تھا پوری طرح مجھے یہ خط لکھا کہ ان کو معاف کر دینا چاہیئے کیونکہ ان کا بڑا اثر ہے۔ ان کا خاندان بڑا وسیع ہے اور سارے خاندان پر برا اثر پڑے گا اس کا۔ تو میں نے اس کو لکھا کہ تم نہیں جانتے میں ان کو جانتا ہوں کوئی برا اثر نہیں پڑے گا۔ اور اگر پڑے گا بھی تو میں بزدل نہیں ہوں۔ جو مجھ کو خدا نے فیصلہ کرنے کی توفیق دی وہ تو میں بہرحال کروں گا۔ لیکن میں جانتا ہوں ان لوگوں کو اور اللہ تعالیٰ نے میری وہ بات سچ کر دکھائی۔ ان کی اولاد میں بعض پہلے سے بھی بڑھ کر خدا تعالیٰ کے فضل سے فدائی ہو گئے۔ اور بہت ہی عاشقانہ تعلق جماعت سے قائم تھا قائم رہا بلکہ بڑھ گیا۔ تو یہ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابتلاء میں ثابت قدم رہنے والے لوگ ہوتے ہیں۔ یہ وفادار ہیں، یہ زیادہ دعاؤں کے حقدار ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے مَیں نے ذکر کیا کہ اگرچہ آخر وقت اُس طرح تو باقاعدہ خدمت کا موقع تو نہیں ملا لیکن وقف کی رُوح کو انہوں نے زخمی نہیں ہونے دیا"۔

آپ کو بتاریخ ۲۱ فروری ۸۷ء ہارٹ اٹیک کا عارضہ لاحق ہوا۔ فوری طور پر تمام ممکنہ تدابیر کی گئیں مگر وقت مقررہ آن پہنچا تھا۔ ۲۴ فروری ۸۷ء کو صرف دو روز بیمار رہ کر آپ اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی مختصر بیماری اور وفات پر افرادِ خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اُحباب جماعت نے نہائت محبت اور دلداری کے سلوک سے نوازا۔ جس سے ہمارے زخمی دِلوں اور بے چین روحوں کے سکون و اطمینان کا سامان ہوا۔ بروز منگل بعد نماز عصر محترم امیر صاحب مقامی میرزا منصور احمد صاحب نے کمال شفقت اور پیار کا سلوک فرماتے ہوئے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، جس میں ایک کثیر تعداد میں احباب جماعت شامل ہوئے۔ تدفین بفضل تعالیٰ بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

احباب سے درخواست ہے کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یعنی آپ کی اولاد کو سلسلہ جماعت سے اسی وارفتگی اور اخلاص سے وابستہ رہنے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے جس کی توفیق و سعادت ہمارے والد بزرگوار کو عطا ہوئی اور ہماری آئندہ آنے والی نسلیں تاقیامت اس سلسلہ کی خدمت کو عین سعادت خیال کرتے ہوئے اس کی خدمت کی توفیق پاویں،

کیا آپ اپنے بچوں کو الفضل پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں؟

مخالفتِ نفس بھی عبادت ہے
(ملفوظات جلد ۴ صـ ۲۴۶)

قائد کے ہاتھ کی خوشبو

ملک عبدالوحید سلیم۔ سمن آباد لاہور

غالباً ستمبر ۱۹۴۶ء کی بات ہے میں سیر و تفریح کے لئے شملہ گیا۔ وہاں ایک دن سہ پہر کے وقت "سکینڈل پوائنٹ" پر کھڑا ارد گرد کے نظاروں سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ میرے پاس کچھ اور لوگ بھی آ کر جمع ہو گئے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے قائدِ اعظم گذرنے والے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے کچھ اور لوگ بھی جمع ہو گئے۔ یہ لوگ اپنے محبوب لیڈر کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے جمع ہو رہے تھے۔ مزید دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ قائداعظم کسی سکول میں خواتین کے ایک جلسے سے خطاب کرنے کے لئے آ رہے تھے۔ سکول نیچے ڈھلان کے ساتھ واقع تھا۔ میں نوجوان تھا دوڑ کر جلدی سے نیچے اُتر کر سکول کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ مجھے بھی جناب قائداعظم کو دیکھنے کا بڑا اشتیاق تھا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد قائداعظم تشریف لے آئے۔ دبلے پتلے کمزور سے تھے۔ وہ ایک رکشہ پر آئے تھے۔ میں چونکہ چست و ہوشیار تھا فوراً رکشہ سے اترتے ہی قائد سے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ قائداعظم نے مصافحہ فرمایا۔ ان کے ہاتھ کی گرفت بہت مضبوط تھی۔ چہرہ پُر رُعب و جلال اور آنکھوں میں بلا کی چمک تھی۔ قائداعظم نے خیال فرمایا ہو گا کہ مَیں سکول کی طرف سے استقبال کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ ساتھ ہی سکول کا گیٹ تھا۔

انہوں نے مصافحہ فرماتے ہی کہا:
"NO SHAKING HAND. TELL EVERY BODY NOT TO SHAKE HAND-

یہ فقرہ اب تک میرے دماغ اور سینے میں محفوظ ہے۔ یہ غالباً اس لئے کہا ہو گا کہ کچھ اور مرد حضرات بھی رکشہ کے قریب جمع ہو گئے اور اس لئے بھی کہ وہ بڑی کمزوری محسوس کرتے تھے اور ان کے پاس وقت بھی کم تھا کیونکہ انہوں نے اُس وقت گھڑی دیکھی تھی۔ میں نے ہاتھ سر سے بلند کر کے بآواز بلند سب کو بتا دیا کہ قائداعظم صاحب فرماتے ہیں کہ ان سے کوئی ہاتھ نہ ملائے۔ اب مزے کی بات یہ ہے کہ جلسہ کی منتظم خواتین نے یہ سمجھا ہو گا کہ یہ نوجوان قائد اعظم کے ساتھ آیا ہے اور قائداعظم نے یہ تصور کیا ہو گا کہ یہ صاحب خواتین کے نمائندہ ہیں۔ میں تیزی سے پیچھے ہٹا اور قائد کے عقب میں سر جھکائے چلنے لگا وہ سٹیج پر پہنچے تو میں پیچھے سٹیج سے نیچے مؤدبانہ کھڑا ہو گیا۔ جلسہ کی پوری تفصیلات تو ذہن سے فراموش ہو گئی ہیں۔ کسی خاتون نے تلاوت کی دوسری نے خطبہ استقبالیہ پڑھا اور قائداعظم سے تقریر کی درخواست کی۔ افسوس کہ اتنا وقت گذر جانے کے باعث مجھے قائد کے ارشادات پورے یاد نہیں۔ اتنا ضرور یاد ہے کہ انہوں نے معزز خواتین کہہ کر تقریر کا آغاز کیا اور فرمایا کہ آپ جانتی ہیں میری اردو کمزور ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں انگریزی میں بات کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ آپ میں سے زیادہ انگریزی سمجھتی ہوں گی۔

اس کے بعد انہوں نے گونج دار آواز میں فصیح و بلیغ انداز میں تقریر کی اور اتحاد (UNITY) پر زیادہ زور دیا۔ انہوں نے فرمایا ہماری منزل اب دور نہیں۔ آپ لوگ جہاں جہاں بھی ہیں اپنا قومی فرض ادا کریں۔ قائد اعظم نے بیس پچیس منٹ تقریر کی۔ پھر جلسہ ختم ہوا اور وہ باہر تشریف لے گئے وہی رکشا موجود تھا۔ اس وقت سکول کے باہر عاشقانِ قائد کا بے پناہ ہجوم تھا۔ میں نے ہوشیاری سے قائد سے پھر ہاتھ ملایا اور وہ رکشا میں بیٹھ کر واپس روانہ ہو گئے۔ ایک خاتون میرے پاس آئی اور کہا کہ آپ ہمارے ساتھ چائے پی کر جائیں۔ مجھے اس وقت چائے کی طلب تو ضرور تھی لیکن میں نے اس خیال سے کہ وہاں بیٹھ کر قائد کے متعلق باتیں ہوں گی تو میں زیادہ باخبر نہ ہوں گا میں معذرت کر کے چلا گیا۔

یہ تھی میری قائد اعظم سے پہلی اور آخری ملاقات۔ میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ مجھے عظیم قائد سے ہاتھ ملانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مجھے اب بھی یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میرے ہاتھ سے قائد کی اب بھی خوشبو آ رہی ہے۔ یہ کیفیت میں آج بھی محسوس کر رہا ہوں۔ قائداعظم سے قرب کے وہ چند لمحات میری تمام زندگی کے ماہ و سال پر حاوی ہیں:

لجنات توجہ فرمائیں

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا رواں مالی سال ختم ہونے میں بہت تھوڑا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ لیکن ابھی تک بہت سی لجنات نادہند ہیں۔ ان لجنات کو انفرادی خطوط بھی لکھے ہیں۔ ضلعی صدروں کو بھی نادہند لجنات کے متعلق لکھا گیا ہے۔ ہر لجنہ اپنے طور پر کوشش کرے کہ اس خصوصی سال یعنی جوبلی کے سال میں کوئی لجنہ بھی نادہند نہ رہے۔ لجنات فوری اس طرف توجہ فرمائیں۔ اور ۱۵، ستمبر تک اپنے لازمی چندہ جات مرکز میں بھجوائیں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی شیشی ۲۰ گرام پندرہ روپے ۱۵
بڑی شیشی ۶۰ گرام پینتالیس روپے ۴۵
ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ
فون نمبر ۶۳۴

کثرت پیشاب کورس	بول بستری کورس	شوگر (ذیابیطس) کورس	پتھری گردہ کورس	پتھری پتہ کورس	تفصیلی لٹریچر فری طلب کریں
URINATION COURSE	BED URIN COURSE	DIABETES COURSE	KIDENY STONE COURSE	BILIARY COLIC COURSE	کیور ٹو میڈیسن کمپنی
۴۰ روزہ کورس	۴۰ روزہ کورس	۴۰ روزہ کورس	۴۰ روزہ کورس	۴۰ روزہ کورس	گولبازار۔ ربوہ
قیمت -/۴۰	قیمت -/۳۰	قیمت -/۸۰	قیمت -/۱۵۰	قیمت -/۱۵۰	فون: سیلز ۷۷۱، کلینک ۶۰۶، رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیرِ اہتمام

یوم آزادی کے موقعہ پر اتھلیٹکس کے مقابلے

۱۴ اگست یوم آزادی کے مبارک موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ نے اتھلیٹکس کے مقابلہ جات کروانے کا اہتمام کیا۔ جو صبح ۸ بجے شروع ہو کر ۱۰ بجے تک جاری رہا۔ یہ پروگرام خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب رہا ان مقابلہ جات میں کل ۳۵ خدام نے حصّہ لیا۔ جنکی تفصیل ذیل میں درج کی جارہی ہے۔

۱۔ دوڑ

۱۰۰ میٹر اوّل: خالد عمران دار النصر غربی۔ دوم: نعیم اللہ خان ملہی دار النصر غربی۔ سوم: سعید اللہ خان ملہی دار النصر غربی۔

۲۰۰ میٹر اوّل: خالد عمران دار النصر غربی۔ دوم: سعید اللہ خان دار النصر غربی۔ سوم: نعیم اللہ خان ملہی دار النصر غربی۔

۴۰۰ میٹر اوّل: خالد عمران دار النصر غربی۔ دوم: حمید احمد دار النصر غربی سوم: مسعود احمد حلقہ بیت المبارک۔

۲۔ لمبی چھلانگ

اوّل: کبیر احمد دار الیمن شرقی ۱۸/۲ فٹ
دوم: شکیل احمد دار النصر غربی ۱۷/۵ فٹ
سوم: کریم احمد دار العلوم غربی حلقہ صادق ۱۶/۷ فٹ

۳۔ اُونچی چھلانگ

اوّل: کبیر احمد دار الیمن شرقی ۵/۲ فٹ
دوم: کریم احمد دار العلوم غربی حلقہ صادق ۵/۱ فٹ
سوم: فضل اللہ دار الصدر غربی ۵ فٹ

ان مقابلہ جات کے انعامات کے لئے ہم مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے تعاون کے شکر گزار ہیں۔ جیتنے والے کھلاڑیوں میں قائمقام زعیم اعلیٰ انصار اللہ مکرم لطیف احمد کاہلوں صاحب نے انعامات تقسیم فرمائے اور بعد دُعا اس پروگرام کا بخیریت اختتام ہوا۔

(عبد العزیز، ناظم صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ)

نوٹس داخلہ ایم۔اے/ایم۔ایس۔سی

گورنمنٹ کالج لاہور

مجوزہ فارموں پر مندرجہ ذیل مضامین میں درخواستیں مطلوب ہیں۔ درخواستیں ۷ ستمبر ۲ بجے دوپہر تک وصول کی جائیں گی۔
۱۔ باٹنی ۲۔ کیمسٹری ۳۔ ریاضی ۴۔ شماریات ۵۔ فزکس ۶۔ نفسیات
۷۔ زوالوجی ۸۔ معاشیات ۹۔ انگریزی لٹریچر ۱۰۔ تاریخ ۱۱۔ سیاسیات ۱۲۔ فارسی لٹریچر ۱۳۔ فلسفہ ۱۴۔ اُردو لٹریچر
مزید تفصیلات کے لئے ۲۹ اگست کا "جنگ" ملاحظہ فرمائیں۔

ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی کے حاصل کرنے کیلئے کوشش کرو

خبریں

● لاہور کے وسط میں دن دیہاڑے بعض موٹر سائیکل سواروں نے طلبہ وطالبات کی بس روک کر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔ سیکنڈ ایئر کی ایک طالبہ سمیت کئی افراد زخمی ہوگئے۔ بعض افراد کے خیال کے مطابق حملہ آور کسی اور پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔

● پاکستان مسلم لیگ آئندہ الیکشن میں کسی سیاسی اتحاد میں شامل نہیں ہوگی۔ ہم خیال جماعتوں سے نشستوں کی بنیاد پر تعاون کیا جائے گا۔ یہ بات صدر مسلم لیگ مسٹر محمد خان جونیجو کی طرف سے قائم کردہ سہ رکنی بورڈ نے ایک رپورٹ میں کہی ہے۔

● پاکستان اور فرانس میں ایٹمی ری ایکٹر کی فراہمی پر اتفاق رائے ہو گیا ہے۔ پاکستانی اور فرانسیسی حکام نئی شرائط پر غور کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ صدر متراں کے دورۂ پاکستان کے موقع پر بہت سے معاملات طے ہو جائیں گے۔

● سپریم کورٹ آف پاکستان نے فیصلہ دیا ہے کہ بھٹو حکومت کی طرف سے ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۷ء میں کی جانے والی زرعی اصلاحات قرآن وسنت کے منافی تھیں اس سلسلے میں ایک مختصر فیصلہ سپریم کورٹ کے کراچی بنچ نے جاری کیا ہے۔ تاہم سپریم کورٹ کا خیال ہے کہ اس فیصلہ پر عمل درآمد ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کے بعد ہو گا۔ قانونی ماہرین کے مطابق نجی مالکان سے حاصل کی گئی اراضی اب اصل مالکان کو واپس کر دی جائے گی۔

● پیپلز پارٹی کے ایک سندھی راہنما اور رکن قومی اسمبلی مخدوم خلیق الزمان نے کہا ہے کہ صوبائی حکومت سندھ میں امن وامان قائم رکھنے میں ناکام ہے۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف پنجاب میں ایک بنک قائم کر رہے ہیں۔ ہم سندھ میں ۲۰ بنک قائم کریں گے۔ انہوں نے کہا اگر سندھ میں امن قائم نہ ہوا۔ تو وفاقی حکومت کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

● پی آئی اے کے گمشدہ فوکر طیارے کا آٹھویں روز بھی پتہ نہیں چل سکا۔ آٹھویں روز بھی ہیلی کاپٹروں کی نیچی پروازوں اور زمینی ٹیموں کے ذریعے تلاش کا کام جاری رکھا گیا۔ زیادہ تلاش گلگت اور چترال میں ہو رہی ہے۔

● پنجاب کے وزیر اعلیٰ نواز شریف نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی گیٹ نواز آپریشن میں ناکامی کے بعد اب انتقامی کارروائیوں پر اتر آئی ہے۔ لیکن ہم ایسی کارروائیوں سے مرعوب نہیں ہونگے۔

● حیدر آباد جیل میں قیدیوں نے بغاوت کر دی۔ حیدر آباد پولیس اینڈ رینجرز اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں نے جیل کا محاصرہ کر لیا۔ فائرنگ کے نتیجے میں ۱۱ قیدی ہلاک اور ۲۱ زخمی ہو گئے۔ قیدیوں نے بیرکس توڑ کر ۸ سپاہیوں کو یرغمال بنا لیا تھا۔

سرزمینِ قادیان کا اوّلین

مشہور دواخانہ

۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی
۷۴۸۴۴، ۹۰۶، —، ۳۱۰۲۶۔

راحت جان — تبخیر معدہ کی مجرب دوا — قیمت ۱۴/-
شربت صدر — نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے — قیمت ۸/-
تریاق معدہ — خرابی ہاضمہ کا مؤثر علاج — قیمت ۱۴/-
تریاق بواسیر — بواسیر کا شافی علاج — قیمت ۱۵/-
روشن کاجل — آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے — قیمت ۵/-
اکسیر پائیوریا — خون اور پیپ کو روکتا ہے — قیمت ۱۰/-
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار - ربوہ — پوسٹ بکس نمبر ۶۰ فون نمبر ۶۳۴